بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

رمضان کے روزے پورے ہو چکے اور اس وقت ہم سب عید الفطر کی مسرتوں اور شادکامیوں سے بہرہ ور ہو رہے ہیں، ہماری دعا ہے کہ یہ عید ہمارے لئے اور پوری امت اسلامیہ کے لئے یمن و سعادت کا پیغام ثابت ہو۔

عید کے لفظی معنی ہیں وہ دن جو بار بار لوٹ کر آئے۔ استعمال میں اسے عربی زبان میں خوشی اور اہم اجتماعی دنوں کے لئے مخصوص کر لیا گیا ہے۔ اس طرح خوشی کے دن کو کہتے ہیں، اُردو، فارسی، عربی، ترکی، انڈونیشی اور ملایو، سب زبانوں میں یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے۔

ہر قوم میں عید کسی تاریخی دن کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے، مثلاً یہودیوں کی عید فصح، نصرانیوں کی عید میلاد مسیح، ہندوؤں کی عید ہولی، دیوالی اور بدھوں کی عید وغیرہ وغیرہ۔ مسلمانوں میں عید الفطر کی ابتدا مدینہ منورہ میں سنہ ۲ ہجری کے یکم شوال کو ہوئی۔ (موافق سہ شنبہ، ۲ مارچ ۶۲۳ء عیسوی گریگوری) اسی سال ۱۵ شعبان المعظم کو صوم رمضان کی فضیلت کا حکم نازل ہوا تھا۔ اگرچہ لوگ روزے رکھتے تھے لیکن یہ عبادت اختیاری تھی، نہ اس کے لئے رمضان کا مہینہ مقرر ہوا تھا اور نہ کوئی تعداد مقرر تھی۔

مسلمانوں میں ہر سال دو عیدیں منائی جاتی ہیں۔ اول عید الفطر اور ثانی عید الاضحیٰ۔ عید الاضحیٰ کے متعلق تو یہ

صحیح طور پر کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے مثال قربانی کی یادگار ہے، لیکن پہلی عید یعنی عید الفطر کو کسی واقعہ کی یادگار نہیں کہا جا سکتا۔ ۲ ہجری کی پہلی تاریخ کو ایسا کوئی واقعہ اجتماعی خوشی اور مسرت کا نہیں ہوا تھا جس کی یادگار میں عید الفطر منانے کا رواج پڑ گیا ہو۔ اور عید الاضحیٰ بھی ایک بہت بڑے واقعہ کی یادگار ہونے کے باوجود کسی انفرادی یا اجتماعی خوشی کی یادگار نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنا کسی فرد یا جماعت کے لئے خوشی کا دن نہیں کہا جا سکتا۔

مسلمانوں کی دونوں عیدیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کسی واقعہ قومی کی یادگار نہیں ہیں، اس دن کی خوشی اور مسرت منانے سے ابتدا نہیں کی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اظہار عبدیت اور سجود و مناجات سے کی جاتی ہے، اس طرح ہم عید الفطر کے دن سب سے پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ غریبوں اور مسکینوں کو صدقہ فطر ادا کرتے ہیں، اس کے بعد باہر نکل کر جماعت کے ساتھ نماز شکرانہ ادا کرتے ہیں، پھر خطبہ سنتے ہیں جس میں اللہ کا کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات سنا کر ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم کو اپنے یقین و عمل میں کیسا ہونا چاہیئے۔

اس طرح عید کا دن صرف خوشی و مسرت کا دن نہیں ہوتا ہے بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے حضور تجدید میثاق کا دن ہوتا ہے اور خالق کائنات سے ہمارے ربط و ارتباط کی استواری کا اظہار ہوتا ہے۔

قابل مبارک باد ہیں وہ تمام مسلمان خواتین اور سارے مسلمان حضرات جنہوں نے عید کو بطور ایک عبادت منایا اور ہماری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کے لئے عید الفطر کو عام امن و برکت کا دن بنا دے۔

اس ماہ یعنی جولائی میں دو اہم واقعات ہمارے زمانہ اور ہمارے ملک پاکستان کے قابل ذکر ہیں۔ آپ نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا کہ یکم جولائی سے پاکستان کے محتسب اعلیٰ کا سکریٹریٹ، اسلام آباد میں قائم ہو جائے گا۔ یہ صدیوں تک معدوم رہنے کے بعد اسلامی جمہوریۂ پاکستان میں قائم ہوا ہے۔ انتظامی حیثیت

سے اور محتسب اعلیٰ کے اختیارات اور طریقہ کار میں آئندہ اصلاحات کی شاید ضرورت لاحق ہو، بہرحال یہ سب کچھ انسانی اعمال ہیں، ان میں تجربات کے ماتحت اصلاح اور تبدیلی کی گنجائش موجود ہی ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ محتسب اعلیٰ اور اس کے دفتر کی خدمات سے معاشرہ کو بہتر بنانے میں پوری مدد حاصل ہوگی اور دو چار سال تک عمل کر لینے کے بعد اس کا طریقۂ کار بہتر سے بہتر بنایا جا سکے گا۔

دوسرا اہم واقعہ یہ ہوا ہے کہ پنجاب میں عشر کی وصولی ۱۰ر جولائی ۱۹۸۳ء سے شروع ہوگی۔ اور غالباً اس ماہ کے آخر تک کو مکمل ہو جائے گی۔ یہ بھی ایک اہم تاریخی اقدام ہوگا جس کی مثال سینکڑوں سال سے ہمارے ملک میں قائم نہیں ہے، اگرچہ ہمیں یہ ثبوت ملتا ہے کہ بعض دیندار مسلمان کاشتکار خود اپنے طور پر عشر انفرادی انتظام سے ادا کرتے تھے اور اس سے غریبوں اور محتاجوں کی امداد فرماتے تھے اور ایسا کرنے والے انگریزوں اور سکھوں کی حکمرانی کے دور میں بھی پوری پابندی سے زراعتی پیداوار میں سے دسواں حصہ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کے لئے نکال کر انہیں دیتے تھے۔ لیکن یہ عمل مسلمان کا اپنا عمل تھا کوئی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ شاید نہیں تھا۔

اب عشر کا نظام قائم ہو جانے کے بعد امید ہے کہ حکومتی انتظام سے صرف پنجاب میں ایک ہزار ملین روپے کی وصولی ہوگی۔ بارانی زمینوں کی پیداوار پر اگرچہ دسواں حصہ (۱/۱۰) واجب الادا ہوتا ہے لیکن یہ احکام دیئے گئے ہیں کہ سرکار کو صرف بیسواں حصہ (۱/۲۰) یعنی ۵ فیصد ادا کیا جائے اور باقی ۵ فیصد لوگ خود اپنے انتظام سے غرباء اور مساکین پر صرف کریں۔

ممکن ہے کہ بعض انتظامی امور میں آئندہ اصلاح و ترمیم کی ضرورت محسوس کی جائے، لیکن اس کی افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عشر کے ذریعہ غریبوں اور ضرورتمندوں کی امداد کا بہترین سامان پیدا ہو جائے گا۔